R. N. 2186.57

Regd. No. A 822

انجمن ترقی اردو ہند کا ہفتہ وار اخبار

ہماریِ زبان

Telephone No. 30

Telegrams: "ANJUMAN"

جلد ۲۱ - شمارہ ۱۸ | ایڈیٹر - آل احمد سرور | علی گڑھ - ۸ مئی سنہ ۱۹۶۲ء

محمد عتیق صدیقی

"دستور العمل کورٹ ایڈمنسٹریشن"

ہندستان کا پہلا جمہوری دستور حکومت

بغاوت کے جلو میں ہمیشہ بدنظمی و بے انتظامی لاحق ہے۔ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے وقت قدرتی طور پر یہ حالات دہلی میں بھی پیدا ہوئے۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے باغیوں نے ایک ایسی حکومت کا قیام ضروری سمجھا جو دہلی اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں باضابطہ عمل داری قائم کر سکے۔ اس حکومت کا ایک دستور العمل یا کانسٹی ٹیوشن بھی مرتب کیا گیا تھا، جس کو ہندستان کی انقلابی حکومت کا پہلا دستور حکومت کہنا غلط نہ ہوگا۔

اس دستور کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ بڑی حد تک یہ جمہوری طرز کا تھا۔

اس دستور کو جن لوگوں نے مرتب کیا تھا، وہ گورنر جنرل کی کونسل کے ڈھانچے سے یقیناً اچھی طرح واقف تھے۔ انگریزی زبان سے بھی آشنا تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس دستور کی عبارت میں انگریزی الفاظ صحت و صفائی کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔

اس دستور العمل کا اصلی مسودہ "نیشنل ارکائیوز" (نئی دہلی) میں محفوظ ہے۔ اس کا عکس ڈاکٹر سین کی کتاب "اٹھارہ سو ستاون" میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس کا خط بے حد شکستہ اور کرم خوردہ ہے۔ میرے علم میں اس تاریخی دستاویز کا متن اب تک منظر عام پر نہیں آیا ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ یہ دستاویز کس نے یا کن لوگوں نے مرتب کی تھی۔ اس کے مرتب کئے جانے کی تاریخ کا بھی ہم کو پتہ نہیں چلتا۔ لیکن یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ بخت خاں کے دہلی آنے سے پہلے ہی یہ دستاویز مرتب ہو چکی تھی، جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از آں جا کہ واسطے رفع بد ہی سررشتہ ہا اور رو توفی بد انتظامی طریقۂ فوجی و ملکی کے، مقرر ہونا ایک دستور العمل کا واجب اور مناسب، اور واسطے عمل درآمد دستور العمل کے اولاً معین ہونا کورٹ کا بہ ضرورہے۔ اس کے حسب ذیل قواعد مقرر کئے جاتے ہیں:-

۱۔ ایک کورٹ قائم کی جائے اور اس کا نام کورٹ ایڈمنسٹریشن یعنی جلسۂ انتظام فوجی و ملکی رکھا جائے۔

۲۔ اس جلسے میں دس آدمی مقرر کئے جائیں۔ اس تفصیل سے کہ چھ جنگی اور چار ملکی (سول) اور جنگیوں میں دو شخص پلٹن پیادگان سے، اور دو شخص رسالۂ سواران سے، اور دو شخص سررشتہ توپ خانہ سے منتخب کئے جائیں۔

۳۔ ان دس شخصوں سے ایک شخص باتفاق کثرت آرائے پریسیڈنٹ یعنی صدر جلسہ اور ایک شخص وائس پریسیڈنٹ یعنی نائب صدر جلسہ مقرر ہو۔ اور رائے صدر جلسہ کی برابر دو رائے کے قرار پاوے گی۔ اور ہر ایک سررشتہ میں بہ قدر ضرورت سکتر (سکریٹری) مقرر کئے جائیں۔ اور پانچ کس پر جلسہ کورٹ کا ہوئے۔ خاص کام .... ہمراہ کے ہوا کرے۔

۴۔ ان دس شخصوں کے مقرر ہونے کے وقت حلف ان باتوں کا لیا جائے کہ کام کورٹ کا دیانت اور امانت سے بجا (بلا) رو رعایت کمال جاں فشانی اور غور و فکر سے سرانجام کریں گے، اور کوئی دقیقہ دقائق متعلقۂ انتظام سے فرو گذاشت نہ کریں گے اور حیلۂ اور سراحتنا قدو جبر

یا رعایت کسی طرح کی کسی لحاظ سے وقتِ تجویز کورٹ میں نہ کریں گے بلکہ ہمیشہ ساعی و سرگرم ایسے انتظام امورات سلطنت میں مصروف رہیں گے جس سے استحکام ریاست اور رفاہ اور آسائش رعیت ہو۔ اور کسی امر مجوزہ کورٹ کو بے اجازت کورٹ اور صاحب عالم قبل اجرائے اوس کے صراحتاً یا کنایتاً کسی پر ظاہر نہ کریں گے۔

ع۵ انتخاب اشخاص کورٹ کا اس طریقہ سے کہ غلبہ آرائے سے دو دو شخص پلٹن پیادگان اور رسالہ ہائے سواران سے اور سرشتہ توپ خانہ جنگی سے، جو قدیم الخدمت اور ہوشیار اور واقف کار، اور لایق (اور) عقیل ہوں کیے جاویں، اور اگر کوئی شخص ہوشیار بہت، اور عقیل اور فہیم اور لایق انصرام کار کورٹ ہو، اور شرط قدیم الخدمتی کی اوس میں نہ پائی جائے تو صرف اس صورت میں بھی ایک امر خاص مانع تقرر ایسے شخص کا نہ ہوگا۔ اور اسی طرح تقرر چار شخص ملکی کا بھی عمل میں آوے۔

ع۶ بعد مقرر ہونے دس شخصوں کے اگر کوئی شخص جلسہ انتظام کورٹ میں رائے اپنی کسی امر میں، ایسی کہ خلاف دیانت اور امانت یا مخول اور پر رعایت کسی کے ہو دے، تو بعد کامل غلبہ آرائے کورٹ سے وہ شخص علیحدہ کیا جائے گا۔ اور دوسرا شخص حسب قاعدہ پانچویں بجائے اوس کے انتخاب ہو۔

ع۷ جو امور انتظام ملکی پیش آویں اول تجویز اون کی کورٹ میں ہو دے۔ بعد مرتب ہونے رائے غلبہ آرائے کورٹ سے واسطے منظوری پیش گاہ حضور صاحب عالم بہادر (مرزا مغل، کمانڈر انچیف) میں پیش ہوگی۔ اور بعد منظوری صاحب عالم بہادر کے اطلاع رائے کورٹ سے حضور والا میں ہوتی رہے گی۔

[illegible] وہ کورٹ تحت حکومت صاحب عالم بہادر کے رہے گی، اور کوئی امر امور انتظام جنگی اور ملکی بے تجویز کورٹ اور بلا منظوری صاحب عالم محتشم الیہ، اور بلا اطلاع حضور والا قابل اجرائے نہ ہوگا اور در صورت اختلاف رائے صاحب عالم بہادر بعد تجویز ثانی کورٹ وہ رائے، بہ حالت اختلاف، بہ وساطت صاحب معظم الیہ پیش گاہ حضور ظل سبحانی میں پیش ہو۔ اور اس میں حکم حضور کا ناطق ہوگا۔

ع۸ کورٹ میں سوائے اشخاص مقررہ جلسے کے کوئی شخص غیر شریک جلسہ اور حاضر نہ ہوگا مگر صاحب عالم بہادر اور حضرت ظل سبحانی رونق افروز ہونے کا اختیار رکھیں گے۔ اور جب اشخاص متعینہ کورٹ میں سے بہ عذر قوی لایق پذیرائی، ایک شخص ...... حاضر جلسہ کورٹ نہ ہو سکے تو رائے غلبہ آرائے اشخاص مابقی حاضرین جلسہ کورٹ کی بہ منزلہ رائے کل جلسہ کورٹ کے متصور ہوگی۔

ع۹ جب کوئی شخص بہ نسبت کسی امر کے رائے (تجویز) اپنی پیش کرنی چاہے تو اولاً اتفاق ایک رائے دوسرے شخص ...... کا کرکے اس وقت رائے اپنی متفق علیہ دو شخص کورٹ کے پیش کرے۔

ع۱۰ جس وقت کوئی امر کورٹ میں موافق قاعدہ نویں کے پیش ہو تو اول پیش کرنے والا تقریر اپنی کورٹ میں بیان کرے اور جب تک بیان اُس کا تمام نہ ہو کوئی شخص اوس میں دخل نہ دے۔ اہل کورٹ میں سے اگر کسی کو کچھ اعتراض ہو تو وہ بھی اپنا اعتراض ظاہر کرے۔ تا تمام ہونے اوس کے بھی کوئی دخل نہ دے۔ اگر معترض پر کوئی تیسرا شخص تقریر اپنی در باب صلاح یا ترمیم کسی طرح کی کمی بیشی کے ساتھ پیش لاوے، اور مابقی اہل کورٹ کو سکوت ہو تو ہر ایک ممبر کورٹ اپنی اپنی رائے علیحدہ لکھیں۔ بعد ملاحظہ موافق قاعدہ آٹھویں کے غلبہ آرائے پر عمل ہوگا۔ اور بعد منظوری ہر ایک سرشتہ کے سکتر کے پاس بھیجی جاوے۔

ع۱۱ ہر ایک سرشتہ فوج سے جو اشخاص حسب قاعدہ دوسرے کے منتخب کئے جاویں گے، وہی اشخاص اس سرشتہ کے منتظم اور منصرم مقرر کئے جاویں، اور اُن کے تحت میں چار آدمی کی کمیٹی حسب طریقہ قاعدہ چوتھے کے قرار پاوے۔ اور بقدر ضرورت سکتر مقرر ہوں۔ اور جو رائے اس کمیٹی میں غلبہ آرائے سے مرتب ہو دے، وہ رائے بہ ذریعہ اون دو شخصوں، افسر کمیٹی کے، کورٹ میں پیش کی جاوے۔ اور کورٹ سے موافق قاعدہ ساتویں کے عمل میں آوے۔ اور یہی طریقہ ہر ایک سرشتہ فوجی اور ملکی میں مرعی کیا جائے۔

ع۱۲ ہر وقت بہ مقتضائے مصلحت کورٹ کو اصلاح اور ترمیم قواعد دستور العمل ہذا کا غلبہ آرائے سے اختیار دیا جائے۔

ہماری زبان

۸ مئی ۶۲ء

ریڈیو اور اُردو

آل انڈیا ریڈیو نے جب اُردو مجلس کا پروگرام شروع کیا تھا اور اُردو میں خبروں کے نشر کرنے کے لئے انتظامات کئے تھے تو ہم نے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ اب اتنا وقت گذر چکا ہے کہ اُردو کے پروگراموں کا عمومی جائزہ لیا جائے اور ان کو بہتر بنانے کے لئے مناسب مشورے دیے جائیں۔

ہمارا خیال ہے کہ اُردو میں خبریں نشر کرنے کا انتظام اچھے ہاتھوں میں ہے اور اُردو دوستوں کو اس انتظام سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ جہاں تک اُردو مجلس کے پروگرام کا سوال ہے اس کے بعض حصے قابل قدر ہیں مگر مجموعی طور پر ابھی یہ پروگرام اُردو دوستوں کی توقعات کو پورا نہیں کرسکا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ پچھلے پروگراموں کو دوبارہ نشر کرنے پر ضرورت سے زیادہ زور ہے۔ ہم اس کے خلاف نہیں کہ اچھے پروگرام دوبارہ نشر کئے جائیں مگر ایسا کبھی کبھار ہونا چاہیے۔ اُردو مجلس کا پروگرام اگر بیشتر مکرر ہوگیا تو شاید یہ شیرینی تلخی میں بدل جائے گی۔ پھر اس پروگرام کو محدود معنی میں ادبی نہیں ہونا چاہیے۔ اسے آگہی کا ادب پیش کرنا چاہیے۔ ہندوستان کی تاریخ، تہذیب، آثار قدیمہ، موسیقی، مصوری، فن تعمیر، بت تراشی، مختلف ریاستوں کی خصوصیات، مشاہیر ہند، جدید علمی کارناموں، اقتصادی ترقی، سائنس انکشافات، حیاتیات، نفسیات، جدید فلسفہ سب سے مواد لینا چاہیے۔ پھر اس میں لوک گیتوں، داستانوں، مجلسوں، مشاعروں، میلوں، تیوہاروں کی فضا آنی چاہیے۔ دوسری ہندوستانی زبانوں کے تراجم اس طرح پیش کرنے چاہئیں کہ ان سے دلچسپی پیدا ہو۔ اس میں پارلیمنٹ کے خاص خاص مباحثوں، سالانہ بجٹ پر تبصرے، غیر ملکی مہمانوں، اہم کانفرنسوں کی رپورٹ کی بھی گنجائش ہونی چاہیے۔ اُردو مجلس ایک ایسا کوزہ ہونا چاہیے جس سے آل انڈیا ریڈیو کے دریا کا کچھ اندازہ ہوسکے۔

پھر اُردو مجلس کے پروگرام کو جامع اور مفید بنانے کے علاوہ دہلی، لکھنؤ، جالندھر، سری نگر، جے پور، بھوپال، پٹنہ، کلکتہ، بمبئی، حیدرآباد میں اُردو کا جو پروگرام ہوتا ہے اس میں اضافہ کرنا چاہیے۔ یہ اسٹیشن جن علاقوں میں ہیں وہاں اُردو جاننے والوں کی خاصی بڑی آبادی ہے۔ علاقائی زبانوں کی اہمیت کو کم کئے بغیر، اُردو کے پروگرام بڑھائے جاسکتے ہیں اور ایسا جلد ہونا چاہیے۔ اگر اس مشورے پر عمل ہوا تو اس سے ریڈیو کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا اور ریڈیو جیسے ادارے کو اپنی مقبولیت بڑھانے کے لئے ہر قدم اٹھانے پہ تیار رہنا چاہیے۔

اُردو کی قدیم و جدید شاعری آج بھی ملک میں مقبول ہے۔ اس وقت اُردو شاعری کا خاصا سرمایہ بڑی تیزی سے ہندی رسم خط میں منتقل کیا جارہا ہے۔ ہندی کے ناشروں اور کتب فروشوں سے پوچھیے تو وہ بتائیں گے کہ ہندی کی جدید شاعری اتنی مقبول نہیں ہے جتنی اُردو کی جدید شاعری۔ ریڈیو نے اس حقیقت سے آنکھیں بند کرلی ہیں۔ اگر معیاری اُردو شاعری کے اچھے پروگرام باقاعدہ نشر کئے جائیں تو وہ یقیناً مقبول ہوں گے۔

ریڈیو پر جو مشاعرے ہوتے ہیں انھیں سُنتے ہیں تو ایم۔ سی۔ سی ٹیم کے ایک کپتان جارڈین کا ایک قول یاد آجاتا ہے۔ اُس نے ایک دفعہ کہا تھا کہ جہاں اس کی ٹیم جاتی تھی اُس کا مقابلہ پھر پھر کر چند کھلاڑیوں سے ہوتا تھا جو اس کی ٹیم کا ہر جگہ پیچھا کرتے تھے۔ ریڈیو مشاعرے اب بیشتر چند مشہور شعراء کے لئے وقف ہوگئے ہیں۔ محض تبرکاً دو ایک مقامی شعراء بلا لئے جاتے ہیں ورنہ ہر جگہ وہی آل انڈیا ٹیم نظر آتی ہے۔ یہ شعراء اکثر پرانی چیزیں سناتے ہیں۔ عجیب ہے کہ ریڈیو والے اس کا التزام نہیں کرسکتے کہ نیا کلام نشر کیا جائے۔ اگر ہر علاقے کے اچھے شاعروں کو موقع دیا جائے گا تو نئے نئے شاعر سامنے آتے رہیں گے اور ایک ریڈیو مشاعرہ، دوسرے ریڈیو مشاعرے کی کاپی نہ ہوگا۔

ڈراموں، خبروں، اعلانوں میں زبان کی صحت کا خاص خیال ہونا چاہیے۔ اعلان کی زبان خواہ مخواہ رنگین اور شاعرانہ نہ ہو تو اچھا ہے۔ سیدھی سادی آسان اُردو استعمال کرنا چاہیے۔ شعر ناموزوں پڑھا جائے تو اس کا سارا لطف ختم ہوجاتا ہے۔ تقریر کی زبان بہت مشکل نہ ہونی چاہیے۔ ریڈیو کا مقصد اچھے خیالات کو عام کرنا ہے۔ اپنی بات دوسروں تک پہنچانا ہے، قابلیت کا رُعب جمانا یا محض خوب صورت الفاظ کی طلسم بندی نہیں۔

آل انڈیا ریڈیو ہندوستان کی دوسری زبانوں کے ساتھ اُردو کی بھی خدمت کررہا ہے۔ مگر ضرورت اس کی ہے کہ اُردو جیسی ہندوستان گیر زبان سے وہ اور کام لے۔ اس طرح قومی یکجہتی میں اور مدد ملے گی۔ گو یہ سرکاری ادارہ ہے مگر اسے قومی اور عوامی ضروریات کا اور لحاظ رکھنا چاہیے۔ نئے نئے لکھنے والوں کی اور ہمت افزائی کرنی چاہیے۔ فکر و فن کی نئی نئی راہیں نکالنی چاہئیں اور ہمیشہ خوب سے خوب تر کی جستجو کرتے رہنا چاہیے۔

انجمن ترقی اُردو شاخ کٹیہار کی اُردو کانفرنس

بہار ریاستی انجمن ترقی اُردو شاخ کٹیہار (ضلع پورنیہ) کے زیر اہتمام سالانہ اُردو کانفرنس زیر صدارت حاجی حبیب الرحمٰن ایم ایل اے بروز اتوار مورخہ ۲۹ اپریل ۶۲ء کو منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل اصحاب نے شرکت فرما کر جلسہ کو کامیاب بنایا۔

(۱) حاجی حبیب الرحمٰن صاحب ایم۔ ایل۔ اے۔ (۲) پروفیسر اجمل طارق جمیلی صاحب پورنیہ کالج (پورنیہ) (۳) محمد یوسف صاحب وکیل۔ (۴) جمیل الرحمٰن صاحب وکیل۔ (۵) محمد اجمل صاحب وکیل۔ (۶) مولوی عبدالرحمٰن صاحب (چھپے پوری) (۷) حافظ عبدالصمد صاحب۔

علاوہ ازیں اور اصحاب بھی تھے جنھوں نے کانفرنس کو رونق بخشی۔

صدارت کے لئے حاجی حبیب الرحمٰن صاحب کا انتخاب ہوا ترانۂ ہندی (سارے جہاں سے اچھا) سے جلسے کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ سالانہ رپورٹ بذریعہ کلیم الدین احمد صاحب سکریٹری انجمن ترقی اُردو شاخ کٹیہار نے پیش کی۔

اس کے بعد پروفیسر ابواجمل طارق صاحب (پورنیہ کالج) نے اپنی افتتاحی تقریر میں اردو زبان اور اس کے تحفظ کے مسئلے پر روشنی ڈالی۔ انجمن کی شاخ کے تحت ایک اُردو لائبریری کھولنے پر بھی آپ نے زور دیا۔ آخر میں حاجی حبیب الرحمٰن صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے اُردو زبان کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اُردو ہماری مادری زبان ہے اور اس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم اُردو داں حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ بہار کی یونی ورسٹیوں اور خصوصاً بھاگلپور یونیورسٹی میں اُردو داں طلبہ کو امتحانات میں اُردو میں جوابات دینے کی مستقل طور پر اجازت دی جائے۔

جلسے نے مندرجہ ذیل تجاویز بہ اتفاق رائے منظور کیں۔

۱۔ اُردو کی یہ بدقسمتی ہے کہ محبوب شاعر جگر مرادآبادی اور بابائے اُردو ڈاکٹر عبدالحق آج ہمارے درمیان نہیں رہے۔ خدا ان عظیم ہستیوں کو غریق رحمت کرے۔

۲۔ ہندوستان کے آئینی جمہوری دستور میں اس ملک کی چودہ زبانوں میں اُردو کو بھی ایک مقام عطا کیا گیا ہے۔ انجمن ترقی اُردو ہند نے صدر جمہوریہ کی خدمت میں اُردو کو علاقائی زبان تسلیم کرنے کی درخواست پیش کی ہے۔ لیکن برسوں کے بعد بھی اس دستخط شدہ درخواست پر حکومت نے اپنا کوئی فیصلہ نہیں سنایا لہٰذا یہ جلسہ حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ اہل اُردو کی اس درخواست پر جلد سے جلد غور و خوض کرکے اُردو کو اس کے علاقوں میں جائز حق دیا جائے۔

۳۔ یہ کانفرنس متفقہ طور پر ریاست بہار کی یونیورسٹیوں سے اور خاص کر بھاگلپور یونی ورسٹی سے درخواست کرتی ہے کہ امتحانات میں صرف ہندی رسم الخط ہی میں پرچوں کے جوابات لکھنے کی جو پابندی عائد کی گئی ہے اس سے ان تمام طلبہ کو جن کی مادری زبان ہندی نہیں ہے غیر معمولی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا تمام طلبہ کو منظور شدہ مادری زبانوں میں جوابات دینے کے اختیارات مستقل طور پر دیئے جائیں۔ اس لئے کہ ہر آزاد ملک کی ترقی کا انحصار اس کی لسانی آزادی پر ہے۔

۴۔ یہ جلسہ تمام حاضرین اور اس علاقے کے اُردو داں حضرات سے پر زور اپیل کرتا ہے کہ اس شاخ کا دفتر اور اُردو لائبریری جلد سے جلد قائم کرنے کے لئے دامے، درمے، قدمے، سخنے امداد فرمائیں۔ اور اس شاخ کو ایسی حیثیت عطا کریں کہ صحیح معنوں میں یہ اُردو کی خدمت کرنے کے لائق ہو سکے۔

انجمن ترقی اُردو نوگانواں سادات

انجمن ترقی اُردو شاخ نوگانواں کا ماہانہ علمی ادبی اجتماع جعفر حسین صاحب کے دولت کدے پر ۲۲ اپریل ۱۹۶۲ء کو منعقد ہوا۔ صدارت جلسہ شفق صاحب نے فرمائی۔

(نسیم فاطمی۔ سکریٹری نشر و اشاعت
انجمن ترقی اُردو نوگانواں سادات)

نیاز فتحپوری، اثر لکھنوی اور ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا دہلی یونیورسٹی میں خیر مقدم

نئی دہلی۔ ۳۰ اپریل۔ دہلی یونیورسٹی کے شعبہ اُردو کے تحت یونیورسٹی ہال میں علامہ نیاز فتحپوری اور مرزا جعفر علی خاں اثر کے اعزاز میں جنھیں حکومت ہند کی طرف سے پدما بھوشن کا خطاب ملا ہے، ۲۸ اپریل کو ایک استقبالیہ جلسہ کا اہتمام کیا۔ مرزا جعفر علی خاں اثر علالت کے سبب تقریب میں شریک نہ ہو سکے۔ عربی کے عالم ڈاکٹر عبدالستار صدیقی جنھیں راشٹرپتی کا اعزازی سرٹیفکٹ ملا ہے، خاص دعوت پر تقریب میں شریک ہوئے۔ اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے تقریب کے صدر ڈاکٹر بی گوپال ریڈی مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات نے کہا کہ ملک کے ادیب ملک کے علم و فکر کے ترجمان ہوا کرتے ہیں ان کی تصنیفات سے ملک کا ادب مالا مال ہوتا ہے اور ملک کے ادبی سرمایہ سے ملک کا ثقافتی اور تہذیبی وقار بنتا ہے۔ چنانچہ علامہ نیاز فتحپوری، جناب اثر لکھنوی اور ڈاکٹر عبدالستار کی عزت افزائی سے ملک میں علم و ادب کی عزت افزائی ہوئی ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ علامہ نیاز فتح پوری زائد از پچاس سال سے اردو ادب کی خدمت کر رہے ہیں اور انھوں نے ادب کی کئی اصناف کی آبیاری کی ہے ان کی تصنیفات نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسل کے لئے مشعل راہ کا کام کر سکتی ہیں۔ ڈاکٹر بی گوپال ریڈی کی تقریر سے قبل یونیورسٹی کے شعبہ اُردو کے ریڈر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور ڈاکٹر قمر رئیس جناب جگن ناتھ آزاد اور دہلی ایڈمنسٹریشن کی پبلک ریلیشنز کمیٹی کے چیرمین جناب گوپی ناتھ امن، جناب سید شمس خاں اور جناب وزیر نے صدیقی نے تقریریں کیں۔ جن میں خطاب پانے والے مصنفوں کو خراج ہائے تحسین پیش کئے گئے۔ پروفیسر تلوک چند محروم نے ممتاز ادیبوں کے اعزاز میں ایک حسب موقع رباعی پڑھی۔

علامہ نیاز فتح پوری نے اپنی مختصر تقریر میں اپنے میزبانوں کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے بعد ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے زبانوں کی اصلاح کے لئے اپنے طویل تحقیقی کام کا تذکرہ کیا اور کہا کہ علم و ادب کی خدمت کرنے والوں کو اس غرض کے لئے اپنی زندگی وقف کر دینا ہوتی ہے۔

ذکاء الدین شایاں

"معیارِ تمنّا"

پھول ـــــــ

کھلتا ہے، مہکتا ہے بہاروں کے لئے
چھوڑ کر وادی و کہسار و چمن کو اک دن
یہ کسی زلف کے سائے میں چلا آئے گا!
زندگی کے نئے مفہوم کو پا جائے گا!

نغمہ ـــــــ

خاموش ہے، سوتا ہے پسِ پردۂ ساز
کسی فنکار کی مضراب، کسی دل کا درد—!
اس کی کھوئی ہوئی تاثیر کو بیدار کرے!
اس کی خوابیدہ تمنّاؤں کو ہشیار کرے!

رنگ ـــــــ

خوں بنتا ہے، کھلتا ہے رُخِ فطرت پر
حسنِ گل، حسنِ شفق، حسنِ فضا، حسنِ بہار
اک مصوّر کے قلم سے یہ چلا جاتا ہے
روئے رنگیں پہ حیا بن کے دمک جاتا ہے!

دل ـــــــ

دھڑکتا ہے، پریشان ہے (سودائی ہے!)
اُن سے ملنے کے لئے، اُن کی تمنّا کے لئے
کون سمجھائے اُسے عشق کا سودا کیا ہے!
کون بتلائے کہ معیارِ تمنّا کیا ہے!!

ایمد کوٹھیاوی راہی

شبِ افسانہ

"ایک کپ چائے
فقط ایک ہی کپ"
کر رہا ہے یہ سوال
اپنے ہی دل سے بچارا فن کار
"کس سے کہہ سکتا ہوں
کس سے آخر

سب ہیں اپنے
کوئی بیگانہ نہیں
جیب خالی ہے مگر
ایک ہی جیب ـــــ!
یہی افسوس، صد افسوس کہ بیگانہ نہیں۔
داستاں آج مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔
آج کی رات یہ مشہور قلم
کر نہیں سکتا رقم
اک سطر تو ہے بہت
ایک جملہ بھی نہیں
آج کی یہ شبِ افسانہ بوجہ افلاس
اپنے مشہور قلم کار کو
ٹھکرا دے گی!

"ایک کپ چائے
فقط ایک ہی کپ"
کر رہا ہے یہ سوال
اپنے ہی دل سے بچارا فن کار

غـــزل

اشہر کرنولی

عہدِ شباب آیا ہے دیوانہ پن کے ساتھ　　گویا رواں دواں ہے بیاباں چمن کے ساتھ
صبر و قرار و امن و سکوں کی تلاش میں　　ہم بھی نکل پڑے غم و رنج و محن کے ساتھ
اُبھریں گے ڈوب کر نہیں دریا میں ہنس کے　　اک ربطِ خاص ہے ہمیں گنگ و جمن کے ساتھ

وفا ملک پوری

جب سے آنکھوں نے ترا روئے حسیں دیکھا ہے　　تیرے جلووں کے سوا کچھ بھی نہیں دیکھا ہے
ایک ہنگامۂ محشر ہے جہانِ دل میں　　جب سے آنکھوں نے اسے چینِ جبیں دیکھا ہے
شیخ کعبہ کے ارادے سے چلے تھے لیکن　　ہم نے میخانہ میں حضرت کو کہیں دیکھا ہے

نازش انصاری

چند لمحاتِ الم نذرِ تبسم کر کے　　تجھ سے بدلہ غمِ ایام لیا ہے میں نے
میری وحشت کی یہ معراج نہیں تو کیا ہے　　آپ ہی اپنا گریبان سیا ہے میں نے
کچھ نہ پوچھو دلِ ساقی پہ جو گزری نازش　　ہاتھ سے جام کو جب چھوڑ دیا ہے میں نے

اصاب شمسی

رُخ پہ اُن کے [illegible] نظم [illegible] ہم
کیسی تو [illegible] کی [illegible] کچھ تو زاہد [illegible] موسم
خود ہی بگڑنا خود ہی بن جانا؟ یہ اُن کا دستور پرانا
چپکے [illegible] پھر اُس پہ رکھ دینا مرہم
دل کو اپنے لاکھ سمجھاؤ ضبطِ غم کی خوبی ڈالو
دیکھ کے اُن آنکھوں کی مستی تو بہہ جاتی ہے بے دم
مرجھائی سی دل کی کلی سے [illegible] ہے
آنکھیں [illegible] پھر سے [illegible] چشمِ پُرنم

اقبال کرشن

رسالہ ادیب

میرے پاس ادیب کی دوسری جلد ہے۔ یہاں تصویر اسی کی پیش کی جارہی ہے۔ مرتب "نوبت رائے نظر" قیمت مع محصول ۶ روپے۔ صفحات ۲۹۶۔ اسی جلد میں "۵۳ نامور اہل قلم کے ۹۳ مضامین ۲۹۶ صفحات پہ درج ہیں اور ۵۰ سادہ و رنگین ہاف ٹون تصویریں شامل ہیں"۔ عمدہ سفید کاغذ، اعلیٰ طباعت، اچھی کتابت۔

نمبر ایک۔ پہلا مضمون برجموہن دیال صاحب کا "معمۂ ہستی" کے عنوان سے "املائے اردو" کے عنوان سے سید علی محمد شاد صاحب کا مضمون ۱۲ صفحات پہ پھیلا ہوا ہے۔ شاد صاحب نے اس مضمون میں ۱۷ ہدایتیں دی ہیں۔ آٹھویں ہدایت ہے:

یوں نہ لکھیے	یوں لکھیے
کیونکر	کیوں کر
غرضکہ	غرض کہ
جمعدار	جماعہ دار
بطور	بہ طور

نویں ہدایت میں لکھتے ہیں:

یہ تو معلوم ہے کہ پوری بات کو جملہ کہتے ہیں۔ جب جملہ ختم ہو جائے تو وہاں سطر کی سیدھ میں ایک نقطہ دے دینا چاہیے جیسے "بخشو بہت نیک لڑکا ہے۔ اس کا گھر دلی میں ہے" ایسے نقطہ کا نام ختم رکھنا چاہیے یہ بھی واضح رہے کہ جب پہلے اور دوسرے جملے میں کچھ لگاؤ ہو تو دو نقطے دینے چاہئیں ان نقطوں کا نام تخمیس ہوگا۔ مثال "اماں نے مجھ کو آج جھوٹ بولنے کی سزا دی تھی: کل میں نے ایک کتاب چرا لی"

دسویں ہدایت بھی ملاحظہ ہو:

اگر عبارت میں کوئی بات بطور سوال یعنی پوچھنے کی آجائے تو وہاں ایک نشان یوں بنا دینا چاہیے تاکہ خبر اور استفہام میں امتیاز رہے ایسے نشان کو ختم سوال کہیں گے جیسے "آپ کا مزاج تو اچھا ہے؟ میں تو آج سیر کو نہ جاؤں گا۔ اور آپ؟"

تیرھویں ہدایت بھی:

اگر عبارت میں کوئی ایسا لفظ یا جملہ آجائے کہ زبان کہتے تو ڈانٹ کر یا غل مچا کر کہتے۔ ایسی جگہ ایک نشان بنا دیں گے اور اس نشان کو خط العتاب کہیں گے۔

جیسے۔ معاذاللہ! اور معاذاللہ 6۔

چودھویں ہدایت کیوں چھوٹی رہے:

اگر ایسی عبارت لکھنی پڑے جس کے مضمون میں لکھنے والے کو یہ شک ہے کہ آیا حقیقت میں بھی یہ بات صحیح ہے یا نہیں تو اس جگہ ایک نشان بنا دیں گے اور اس کو خط الشک کہیں گے۔ جیسے حسینی سے معلوم ہوا کہ بکس میں بیس روپے رکھے تھے 5 وہ چوری ہو گئے 5

اگر دوسروں کو شک ہو مگر لکھنے والے کو یقین ہو.....

..... اور اس کو خط الیقین کہیں گے جیسے.........

مگر ایک شخص اقرار کرتا ہے ؟

"کلام اکبر" کے عنوان سے اکبر الہ آبادی کے ۱۶ اشعار، راجہ رام موہن رائے پر منوہر لال زتشی صاحب کا بسیط مضمون۔ پانچ سادہ تصویریں اور ایک رنگین تصویر شیخ سعدی کی، مسدس (گم نام)، اور فلسفہ ناد (شریر) پر ایڈیٹر کے تبصرے۔ آخری صفحہ پر اڈیٹوریل ہے۔ تین اقتباسات:—

فضیلت مآب شمس العلماء ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی، ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی کے اہتمام باستان ترجمۂ "تمدن ہند" کا پہلا نمبر ادیب کے گذشتہ نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی فرنچ مصنف کی تصنیف ہے جس نے "تمدن عرب" لکھی تھی اور جس کا ترجمہ ڈاکٹر صاحب ممدوح کے قلم سے شہرت دوام حاصل کر چکا ہے.......... عرصہ ہوا کہ "گلمپس آف نظامس ڈومینینس" (نظارہ ہائے سلطنت نظام) کے نام سے ایک باتصویر کتاب شائع ہو چکی ہے جو امریکہ میں بزبان اردو چھاپی گئی تھی اور جس کی قیمت اسی روپیہ تھی۔ اسی طرح نول کشور پریس نے دربار دہلی کے موقع پر صحیفۂ زریں شائع کی تھی جس کی قیمت پچاس روپیہ رکھی گئی تھی اور یہ کتب کثیر التعداد میں فروخت ہو گئیں۔

اردو کے مایہ ناز ادیب شمس العلماء مولانا محمد شبلی صاحب نعمانی کے سلسلۂ شعر العجم کی تیسری جلد بھی شائع ہو گئی ہے............ ہمارے صوبے میں صرف مولانا شبلی ہی کی ذات مبارک ایسی ہے جن کے رشحات قلم سے علی التواتر علمی بارش ہوتی رہتی ہے۔ مولانا کی وسعت نظر اور شگفتگی بیان کی جہاں تک تعریف کی جائے کم ہے۔

اردو کانفرنس بدایوں جس استقلال سے ترقی کر رہی ہے اس سے آئندہ کے لئے نہایت شاندار امیدیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس کے بانیوں کی سرگرمی اور ایثار نفسی کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اب ان کی لگاتار محنت کا اندازہ بھی ہو گیا ہے اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ اگر حامیان اردو تھوڑی سی امداد بھی کرتے رہیں تو یہ کوشش بہت جلد بارآور ہوگی۔ کانفرنس نے حال میں اردو کی صرف و نحو کی اشاعت کا بھی انتظام کیا ہے۔ اور اسی طرح بہت سی مفید علمی کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔

نمبر دو۔ پہلا مضمون "معمۂ ہستی" کی دوسری قسط۔ تیسرا مضمون "اردو زبان اور ناول" "کسی دور" صاحب کے قلم سے۔ "آنکھ" کے زیر عنوان شاکر میرٹھی صاحب کا مضمون تصویروں نقشوں کے ساتھ۔ مولانا سید علی حیدر صاحب طباطبائی [illegible] صاحب کا مضمون صفحہ ۱۹۱ پر سرسوتی بھنڈار نامی ایک ماہوار رسالے کی خبر۔ نظم کے حصے میں بیر بہوٹی (سرور جہان آبادی)، غزل (شاد عظیم آبادی)، جنگل کی برسات (شاکر میرٹھی)، کلام اکبر (اکبر الہ آبادی)، پپیہا (جگت موہن لال رواں)، (باقی صفحہ ۸ پر)

مراسلات

تلفظ اور املا کی اصلاح

ہمیں یہ خبر پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انجمن نے "تلفظ اور املا کی اصلاح کے لئے ایک کمیٹی بنائی اور وقت کی نزاکتوں اور ہماری ضرورتوں کا صحیح اندازہ لگایا۔ واقعی آج تلفظ اور املا کی اصلاح کی بڑی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو ایک ادیب بھلے ہی محسوس نہ کرتا ہو مگر ایک معلم اور طالب العلم ضرور محسوس کرتا ہے۔ انجمن کے اس فیصلے کے لئے ہم اراکین مجلس کے بے حد شکر گذار ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ کمیٹی کے ممبران اس موضوع پر سیر حاصل بحث کریں گے اور اُردو زبان کو ہر لحاظ سے قابل فہم، سہل التحصیل اور سائنٹیفک بنانے میں اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں گے۔

تلفظ اور املا کی اصلاح ایک پیچیدہ و فنی بحث ہے۔ اس بحث میں حروف تہجی، حروف علت، حروف صحیح، اعراب، صرف نحو اور دوسری زبانوں کے بہتیرے غیر مانوس الفاظ زیر بحث آئیں گے۔ آواز کی ایسی چھوٹی چھوٹی اکائیوں سے سابقہ پڑے گا جس کا تلفظ ایک حرف کی آواز سے بھی کم ہے۔ نئی نئی علامتیں ایجاد کی جائیں گی۔ طباعت میں علامتوں کی صحت کا پورا خیال رکھنا پڑے گا اور تجربہ کار حضرات کے قیمتی مشورے حاصل کرنے پڑیں گے۔

اصلاحیں تو روز دن ہوتی ہیں۔ سوچ سمجھ کر اصلاحیں کرنی پڑیں گی۔ کمیٹی کے اراکین کو مختلف تجاویز پر کافی غور کرنا پڑے گا۔ ملک کے تمام بااثر حضرات کی تائید حاصل کرنی پڑے گی اور تبلیغ و اشاعت کے لئے ملک کے تمام رسالوں اور اخباروں کے سرپرستوں کا تعاون بھی حاصل کرنا پڑے گا۔ تاکہ کمیٹی جو اصول قائم کرے اس پر ملک کے ہر تعلیمی ادارہ میں پابندی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ میں کمیٹی سے عرض کروں گا کہ وہ خصوصیت کے ساتھ دار العلوم دیوبند، ندوہ، جامعہ ملیہ دہلی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مکتبہ جماعت اسلامی رام پور اور ملک کے تمام یونیورسٹیوں کے شعبۂ اُردو کے سرپرستوں کو غور و فکر کی دعوت دے تاکہ اعلیٰ پیمانہ پر مسائل کا حل تلاش کیا جا سکے۔

یوں تو انجمن نے بارہا اُردو کی اصلاح کے لئے قدم اُٹھایا ہے مگر مجھے بڑا افسوس ہے کہ اس سے کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ عام طور پر اُردو دوستوں کا بہت بڑا طبقہ اس قدر قدامت پسند واقع ہوا ہے کہ وہ ذرا سی معقول تبدیلی بھی گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور ترقی کے اس دور میں بھی اپنی موجودہ حالتوں پر ہی کامل طور پر مطمئن ہے۔

اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہم بڑھتی ہوئی دنیا کے ساتھ پاؤں ملا کر نہیں چل سکے۔ نہ تو ہم نے طباعت میں کسی طرح کی سہولت پیدا کی اور نہ سستی کتابیں چھاپنے کا ہی بندوبست کیا۔ نہ تو ہم تصاویر سے آراستہ انگریزی نہج کے مطابق معیاری اخبار نکال سکے اور نہ اُردو پڑھانے کا کوئی آسان طریقہ ہی ڈھونڈھ نکالا۔ لہٰذا میرے خیال میں مسائل کا حل تلاش کرنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا مشکل تبدیلی سے ڈرنے والوں کو سمجھانا ہے۔

اس لئے کمیٹی کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ حضرات کا تعاون حاصل کر کے ایک سازگار و موافق فضا پیدا کرے اور سمجھائے کہ زندہ زبانیں تو تغیر پذیر ہوتی ہی ہیں۔ ان میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ آج انگریزی اور عربی جیسی زبانوں میں بھی تبدیلیاں ہو رہی ہیں (ہماری زبان کی ایک خصوصیت) اور اُردو نے تو ہمیشہ ہر اچھی چیز کو اپنایا ہے۔ اس نے دوسری زبان کے ہزاروں الفاظ کو اپنا لیا ہے۔ عربی و فارسی کے مخصوص الفاظ کو صحت کے ساتھ بولنے کا التزام رکھا ہے۔ اور اس نے ہندی کے بھ، پھ وغیرہ مخصوص حروف تہجی کو بھی اپنی فہرست میں داخل کر لیا ہے۔ اور خاص کر ایسی حالت میں تبدیلی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے جب کہ اس تبدیلی سے ہمارا بگڑتا کچھ نہیں اور بنتا بہت کچھ ہے۔ ہم اُردو کو اور قابل فہم اور آسان بنا رہے ہیں۔ اس میں اتنی وسعت پیدا کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ زیادہ سے زیادہ الفاظ کو صحت کے ساتھ لکھ پڑھ سکے۔ اور کم سے کم وقت اور محنت میں سیکھی بھی جا سکے تاکہ بجا طور پر ہم ناز کر سکیں کہ ہر لحاظ سے اُردو کا رتبہ دوسری زبانوں سے بالاتر ہے۔

ہم کمیٹی سے یہ بھی سفارش کرتے ہیں کہ وہ صاف اور واضح طور پر اعلان کرے کہ وہ کس حد تک تبدیلیاں پسند کر سکتی ہے۔ تجویزیں آزاد بھی ہو سکتی ہیں اور پابند بھی۔ تجویزیں انقلابی بھی ہو سکتی ہیں اور غیر انقلابی بھی۔ ہم مجموعی طور پر مسائل سے بحث کر سکتے ہیں اور پورے مسائل کو کئی عنوانوں میں بانٹ کر فرداً فرداً بھی اپنی تجویزیں پیش کر سکتے ہیں۔ جو بھی ہو ہر حالت میں کمیٹی کو اپنی پالیسی کا واضح اعلان کرنا چاہئے تاکہ ہم اس بحث میں پالیسی کے تحت حصہ لے سکیں اور ہمارا وقت فضول بحث میں ضائع نہ ہو۔

(ایم - اے - حسن - بھنبھروی)

"یہ ہے نصاب جامعہ اُردو"

جامعہ اُردو علی گڑھ کے نصابِ تعلیم میں ادیب ماہر کے لئے ایک کتاب "اُردو صحافت اور دوسرے مضامین" منظور کی گئی ہے جسے جناب ضمیر الدین قریشی۔ ایم۔اے۔بی۔ٹی نے ترتیب دیا ہے (مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ سے چھپا ہے۔ یہ کتاب مختلف حضرات کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو اُردو صحافت پر مشہور رسائل میں شائع ہو چکے ہیں اور قریشی صاحب نے ان کی تلخیص کر کے انھیں اپنی ذاتی تالیف کا درجہ دیا ہے۔ جہاں تک اس کتاب کی تلخیص کی ادبی افادیت اور حسنِ ترتیب کا تعلق ہے یہ کتاب نصابِ جامعہ کی ایک افسوسناک کڑی ہے جس میں ادبی سرقہ کے علاوہ غیر ادبی بے آہنگی نمایاں ہے۔ تمہید یا دیباچہ کا ذکر کیا۔ اس کتاب میں پروفیسر حامد اللہ افسر محمد رضا صاحب انصاری۔ نادم صاحب سیتاپوری، اور عتیق صاحب صدیقی جیسے نامور ادیبوں کے شاہکار مضامین کی مٹی نہایت بے دردی کے ساتھ پلید کی گئی ہے اور نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ان مضامین کو اس طرح پر غصب کیا گیا ہے کہ کسی لکھنے والے کا نام تک ظاہر نہیں کیا گیا۔ اگر جامعہ اُردو کے نصاب میں اس قسم کی ادبی بلیک میلنگ ہوتی رہی تو اس ادارہ کا خدا ہی حافظ ہے۔

(احمد وصی۔ بی۔ اے۔ لکھنؤ)

جوابِ مؤلف:

"ادب اور اُردو صحافت" دراصل ان مضامین پر مشتمل ہے جو حکومت ہند نے اخبارات کی نمائش کے زمانہ میں ارسال کئے تھے اور یہ مضامین جس شکل میں شائع کئے گئے، ان میں کسی طرح کی ترمیم و تنسیخ نہیں کی گئی۔ مصنفین حضرات جس تبدیلی کے لئے فرمائیں گے اس کی تصحیح بخوشی کر دی جائے گی۔ نیز مقالہ نگار حضرات کے نام فہرست میں سہواً رہ گئے ہیں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ والسلام

(ضمیر الدین)

"اُردو میں علم ہجا"

حیدرآباد اُردو اکاڈیمی آندھرا پردیش کی طرف سے سعادت نظیر کی ایک نثری کتاب متین حیدرآبادی اور ان کی ایک علمی تحقیق (اُردو میں علم ہجا) کے عنوان سے ۹ اپریل کو شائع کی گئی ہے۔ ابھی تک اس اکاڈیمی کی جانب سے اُردو کی دس کتابیں مختلف مصنفوں کی اشاعت پذیر ہوئی ہیں اور مزید کتابیں زیر طبع ہیں۔

(حیدرآباد اُردو اکاڈیمی سلطان پورہ، حیدرآباد آندھرا پردیش)

بقیہ ۱۲: رسالہ ادیب

غزل (ڈیڈیٹی)، برسات کی رات (ذوقی گیاوی)، کلام چکبست (چکبست)، دوستی (محشر)، غزل (دشن نرائن قدر)، تابل (ارشد تھانوی)، اور رباعیات مولانا صفی لکھنوی کی ہیں۔ صفحہ ۹ پر اڈیٹوریل ہے جو پورا درج ذیل کیا جاتا ہے:-

ہندوستان کی ایک مشترکہ زبان کے متعلق عرصے سے ایک عجیب بحث چھڑی ہوئی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ ملک کی مختلف زبانیں ملکی ترقی میں ایک حد تک سنگ راہ ہیں۔ یہ بحث اب تک اُردو ہندی تک محدود تھی کہ دونوں میں کون زبان ملک کی مشترکہ زبان ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن گذشتہ ماہ کے ماڈرن ریویو کلکتہ میں ایک نامہ نگار نے بنگالی زبان کو بھی اس دعوے کے ساتھ پیش کیا ہے اور زبردست دلائل سے اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ بنگالی زبان کا مقابلہ زیادہ تر دیو ناگری سے کیا گیا ہے مگر ضمناً اُردو یا ہندوستانی کا بھی ذکر آیا ہے جو حامیانِ اُردو کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ مضمون نگار کا یہ دعویٰ کہ بنگالی علم ادب سے زیادہ وسیع اور کارآمد ہے، ایک حد تک صحیح ہے جس سے ہر زبان کے حامیوں کو سبق لینا چاہئے۔

فضیلت پناہ شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی اپنے ایک نوازش نامہ میں ادیب اور اس کے ذریعہ سے اُردو علم و ادب کی ترقی کے متعلق حسب ذیل تحریر فرماتے ہیں جو اُردو اہل قلم کی خاص توجہ کے قابل ہے:-

"ادیب کے حسنِ ظاہری میں کیا شک، اور حسنِ معنوی میں بھی اُردو کے کسی رسالے سے کم نہیں۔ یا یوں کہئے کہ کوئی رسالہ اس سے بڑھ کر نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب ایک محدود دائرہ سے قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ اب تک جو کچھ ہو رہا ہے وہ یا تو داستانیں ہیں، یا یورپ کی نہایت سرسری معلومات۔ اس سے زبان کی ترقی کا قدم آگے نہیں بڑھتا۔ کوشش کی جائے کہ ہربرٹ اسپنسر اور ہیگل وغیرہ کا فلسفہ اُردو زبان میں آئے۔ انگریزی سے اردو میں جو کچھ منتقل ہو رہا ہے اوچھے اور ادنیٰ درجے کے معلومات ہیں۔ ان کو کہاں تک بار بار پڑھئے۔ یورپین معلومات کے لحاظ سے آج سے دس برس پہلے ہم لوگ جہاں تھے، اب بھی وہیں ہیں۔"

، سادہ اور ایک رنگین تصویریں۔ دشمنِ جاں (عبدالقادر) اور ماہ و ملک (شرر) پر تبصرے۔

(باقی آئندہ)

بہادر شاہ ظفر کی صد سالہ برسی کا اہتمام

بنارس۔ ۲۷ اپریل۔ کل ہند ظفر اکاڈمی کا ایک جلسہ گزشتہ اتوار کو ظفر اکاڈمی کے نائب صدر شری کنج بہاری گپتا میئر بنارس کارپوریشن کی صدارت میں ہوا جس میں طے کیا گیا کہ نومبر میں سارے ہندوستان میں جنگ آزادی کے مجاہد بہادر شاہ ظفر کی صد سالہ برسی وسیع پیمانے پر منائی جائے گی۔ جلسے میں یہ بھی طے پایا کہ کل ہند کمیٹی میں ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں سے ایک ایک نمائندہ لیا جائے صد سالہ برسی ملک کے تمام صوبوں میں منائی جائے گی جس میں مدراس، راجستھان، مدھیہ پردیش، دہلی، حیدرآباد خاص طور سے شامل ہیں۔ ۸ نومبر کو بنارس میں کل ہند کمیٹی کا ایک جلسہ ہوگا۔ شری کاظم رضوی کنوینر نے بتایا کہ کمیٹی نے کام شروع کر دیا ہے اور جلد ہی اکاڈمی کے نمائندے ملک کا دورہ بھی کریں گے۔

شری کنج بہاری گپتا میئر نے کہا کہ میں مئی کے دوسرے ہفتہ میں جاپان جا رہا ہوں، میں وہاں سے رنگون بھی جاؤں گا اور بہادر شاہ ظفر کے مزار کو بھی دیکھوں گا اور ان کے آخری کلام کا پتہ لگاؤں گا۔ اکاڈمی بنارس میں ایک ظفر ہال بنانا چاہتی ہے اور ظفر انسائیکلو پیڈیا پیش کرنا چاہتی ہے۔ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں تیار کرنے کی کوشش جاری ہے۔ صد سالہ جشن کے موقع پر ہندوستان کے سو شہروں میں سو سڑکوں کا نام بہادر شاہ ظفر روڈ رکھنے کی تجویز ظفر اکاڈمی پیش کرے گی۔

استاد علی اکبر خاں کناڈا جا رہے ہیں

نئی دہلی۔ ۲۷ اپریل۔ ہندوستانی موسیقی کے ممتاز فنکار علی اکبر خاں آئندہ ستمبر میں تین مہینے کے دورے پر کناڈا جائیں گے۔ ان کا دورہ مانٹریل یونیورسٹی میں مشرقی و مغربی موسیقی کے ایک خاص کورس کے سلسلے میں ہوگا جس میں نہ صرف وہ اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے بلکہ لکچر بھی دیں گے۔

علی اکبر خاں اور ان کے سنگیت کرنے والے میک گل یونیورسٹی میں بھی ایک ہفتہ گزاریں گے۔ یہ دورہ کناڈا کونسل کے اہتمام میں ہو رہا ہے۔

یوپی میں جنوبی ہند کی زبانوں کی تعلیم

منتخب درسگاہوں میں شروع ہوگی

لکھنؤ۔ ۲۷ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ قومی یکجہتی کو مزید مضبوط بنانے کے لئے یوپی میں جنوبی ہند کی زبانوں کی تعلیم کا کام شروع کر دیا جائیگا۔ سر دست ان زبانوں کے کورس چنی ہوئی درس گاہوں میں شروع کئے جائیں گے یہ سہولیات صرف طلبہ کو ہی حاصل نہیں ہوں گی بلکہ ان کورسوں میں وہ لوگ بھی حصہ لے سکیں گے جو تامل تلگو وغیرہ زبانیں سیکھنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد سے حکومت یوپی نے فی الحال ایک لاکھ روپے کی رقم منظور کی ہے یونیورسٹیوں سے بھی یہ کہا جائے گا کہ وہ کام اپنے ہاتھ میں لیں۔ توقع ہے کہ جولائی کے مہینے سے اس اسکیم پر عمل لانا شروع ہو جائے گا۔

فیض احمد فیض کو لینن امن انعام ملا

بین الاقوامی لینن امن انعام کمیٹی نے ۱۹-۲۰ اپریل کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ ۱۹۶۱ء کا انعام فیض احمد فیض (پاکستان) پابلو پکاسو (فرانس کے رامور) کوامے انکرومار جمہوریہ گھانا کے مدبر) استوان دوبی (ہنگری) اور اولگا پولیت والاسیونا (چلی) کو دیا جائے۔

کمیٹی کے صدر دفتری اسکو بلتسیین نے انعام پانے والوں کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فیض کے بارے میں کہا کہ ان کی زندگی اور ان کی شاعری لوگوں کے دلوں میں امن، آزادی اور برادری کے لئے جدوجہد کرنے کا ولولہ پیدا کرتی ہے۔ اسکو بلتسیین نے بتایا کہ فیض کے مجموعے "نقش فریادی"، "دست صبا" اور "زنداں نامہ" انگریزی، چینی، ویت نامی اور عربی کے علاوہ بعض دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ ہو چکے ہیں۔

تاشقند یونیورسٹی میں اردو پروفیسرشپ

سوویت یونین کی وزارت تعلیم نے حکومت ہند کی اجازت سے شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر قمر رئیس کو تاشقند یونیورسٹی میں اردو زبان و ادب کی پروفیسر شپ پیش کی ہے۔ جسے ڈاکٹر قمر رئیس نے منظور کر لیا ہے۔ موصوف اگست ۱۹۶۲ء تک تاشقند یونیورسٹی میں اپنے فرائض سنبھال لیں گے۔

"مشاعرے کی تاریخ"

اُردو مجلس حیدرآباد کا ماہانہ ادبی اجلاس

اُردو مجلس حیدرآباد کا ماہانہ ادبی اجلاس اتوار ۲۹ اپریل کو شام کے ۵ بجے اُردو ہال واقع حمایت نگر میں منعقد ہوا۔ وزیر تعمیرات و اوقاف حکومت آندھرا پردیش نواب میر احمد علی خاں صاحب نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی۔ نواب سعید جنگ بہادر سابق چیف جسٹس حکومت حیدرآباد نے اُردو مجلس کی طرف سے نواب صاحب کی گل پوشی فرمائی۔ جناب حبیب الرحمٰن صاحب معتمد اعزازی انجمن ترقی اُردو آندھرا پردیش نے ممتاز عالم مجتہد اور صوفی بحر العلوم حضرت عبد القدیر صدیقی حسرتؔ سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ کی وفات پر قرارداد تعزیت پیش فرمائی جسے حاضرین نے فاتحہ خوانی کے ساتھ ایستادہ ہو کر منظور کیا۔

پروگرام کے مطابق جناب شاہد صدیقی نے "مشاعرے" کے عنوان سے اپنا گراں قدر مضمون سنایا اور کہا کہ "شعر سنانا شاعر کی فطرت ہے اور سننا دوسروں کی لذت۔ چونکہ انسان فطرتاً لذت پسند واقع ہوا ہے اس لئے خیال کہتا ہے کہ مشاعروں کی تاریخ خود شاعری کی تاریخ سے وابستہ ہونی چاہیے۔"

جناب شاہد صدیقی نے ہندوستان قدیم کے باقاعدہ مشاعروں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "حکمرانوں کے درباروں میں شعرا کا بلند مقام تھا اور یہ رابطہ کا کام انجام دیتے تھے۔ ہندوستان میں سب سے زیادہ ہندو ادب اور خود شاعری کی سرپرستی مغل بادشاہوں نے کی۔ اس دور کے امرا اور عالموں عبد الرحیم خانخاناں، فتح اللہ بیگ شیرازی، ابو الفضل اور فیضی کے دولت کدوں پر جو شعری محفلیں جمتی تھیں وہ اس وقت کے علمی اور شعری ارتقاء کا ثبوت ہیں جن کا ذکر تزک جہانگیری میں بھی ملتا ہے۔"

شمال اور جنوب میں مشاعروں کی شاہانہ سرپرستی کا ذکر کرتے ہوئے جناب شاہد صدیقی نے کہا کہ "شمال میں عہد جہانگیری سے لے کر بہادر شاہ ظفر کے زمانے تک ہندوستان کی فضا ایک طرف تو زنجیروں اور تلواروں کی آواز سے گونجتی رہی تو دوسری جانب اس میں نغمہ و شعر کی رسیلی صدائیں بھی سنائی دیتی رہیں۔ ادھر جنوب میں قطب شاہی دربار شعرا کی سرپرستی کے مرکز بنے ہوئے تھے۔ ابراہیم قطب شاہ تو بطور خاص شعرا اور مشاعروں کا اتنا دلدادہ تھا کہ اس نے اپنے محل کے ایک حصہ کو بطور خاص شعری اجتماعات اور ہفتہ واری مشاعروں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ محمد قلی قطب شاہ کا وزیر اعظم روح الامین بھی شاعر تھا۔ جب اس نے اپنا نیا مکان تعمیر کروایا تو ایک شاندار مشاعرہ بھی منعقد کیا جس میں اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر محمد قلی نے بھی شرکت کی تھی۔"

صدر جلسہ نواب میر احمد علی خاں صاحب وزیر تعمیرات و اوقاف حکومت آندھرا پردیش نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ "مشاعروں کے تعلق سے شاہد صدیقی صاحب کے سیر حاصل مضمون سے میں بے حد متاثر ہوا۔ اُردو ادب کی ترقی میں مشاعروں کا بڑا حصہ ہے اور یہ آج کل تو زندگی کے چند اہم اجزا میں سے ایک جزو کا درجہ اختیار کر گئے ہیں۔ میں معیاری اور اچھے مشاعروں کی تائید کرتا ہوں۔ وزیر تعمیرات و اوقاف نے کہا کہ منظوم ترجموں کے کام کو بھی آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شعر وہ قوت ہے جس کا فوری اور دیرپا اثر عوام الناس کے دماغوں پر مترتب ہوتا ہے۔" شعر کے لئے ترنم ہی اہم نہیں ہے بلکہ حسن کلام کی اہمیت ہے۔ ہاں اگر دونوں بھی ساتھ ساتھ ہوں تو کیا کہنے۔

(وقار خلیل)

بزم ادب دیدار بخش ہائی اسکول بیر نگر کا تعزیتی جلسہ

۲۹ اپریل کو بزم ادب دیدار ہائی اسکول کا ایک تعزیتی جلسہ دیدار ہائی اسکول کے احاطہ میں بصدارت اکمل یزدانی ایم۔ اے منعقد ہوا جس میں اساتذہ و طلبائے ہائی اسکول و مڈل اسکول کے علاوہ بیر نگر کے بعض معزز حضرات نے بھی شرکت فرمائی۔ جلسہ میں مختلف مقررین نے حضرت فصیح الدین بلخی کی وفات پر اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں حسب ذیل تعزیتی تجویز پاس کی گئی:

"بزم ادب دیدار بخش ہائی اسکول کا یہ جلسہ ملک کے معروف ادیب، محقق، مورخ اور شاعر حضرت فصیح الدین بلخی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و صدمہ اور ان کے وابستگان خصوصاً ان کے خلف جناب پروفیسر ابراہیم بلخی کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔"

(عبد السلام) بیر نگر

ارباب ادب (جھریا)

اُرباب ادب "جھریا" کی چوتھی نشست اردو لائبریری اسلام پور میں ۳۰ اپریل ۶۲ء جناب اعجاز حسین خاں کی صدارت میں منعقد ہوئی اور دس بجے رات تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔ سب سے پہلے جناب دل متولوی نے اپنا مضمون بعنوان "عید" سنایا، اس کے بعد طرحی غزل کا دور شروع ہوا۔ پانچویں نشست ۳۰ مئی ۶۲ء کو ہونا قرار پائی ہے۔

(شہادت حسین جنرل سکریٹری)

انجمن تعمیر اُردو دلی

۲۹ اپریل کی شام کو ۶ بجے اردو ہال اُردو بازار دلی میں حضرت زار دہلوی کی صدارت میں نواب مرزا جعفر علی خاں اثرؔ اور مولانا نیاز فتح پوری کو حکومت کی جانب سے "پدم بھوشن" کا اعزاز دیئے جانے پر مبارکباد پیش کرنے کے لئے ایک عصرانہ دیا گیا۔

(جنرل سکریٹری، انجمن تعمیر اُردو - دہلی)

دیویندر پرشاد سکسینہ بدایونی

منشی دیبی پرشاد مائلؔ مین پوری

دیبی پرشاد نام، مائلؔ تخلص۔ منشی جانکی پرشاد آنجہانی کے خلف الرشید تھے جو مین پوری کے ایک معتمد رئیس تھے۔ مائلؔ مرحوم نے علوم رسمیہ کی تحصیل مکتبوں میں کی اور چند روز تحصیلی اسکول میں اس کے بعد مین پوری کے چند ممتاز اساتذہ سے اُردو اور فارسی کی تعلیم کو مکمل کیا۔ اوائل عمری ہی سے شعر و شاعری کا چسکا پڑ گیا۔ بیس سال کی عمر تک عاصیؔ تخلص اختیار کرتے رہے۔ اس کے بعد مولانا احسن مارہروی مرحوم سے اصلاح لینا چاہی لیکن انھوں نے آپ کو نواب مرزا داغؔ دہلوی کا شاگرد کرادیا اس طرح آپ مرزا داغؔ کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوگئے۔ داغؔ کے کہنے پر آپ نے اپنا تخلص عاصی کے بجائے مائلؔ کردیا۔ آپ نے اپنی پہلی غزل ۱۸۹۴ء میں مرزا داغؔ کی خدمت میں اصلاح کے لیے بھیجی تھی۔ اُستاد نے پہلی ہی غزل پر آپ کی تعریف کی تھی کیوں کہ آپ کے کلام میں ابتدا ہی سے پختگی کے آثار نمایاں تھے۔ مرزا داغؔ سے آپ نے ۱۲ سال تک شرفِ سخن کیا۔ مائلؔ کے پاس مرزا داغؔ کے پچاس سے زیادہ خطوط تھے، جن کو وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ نہ معلوم ان خطوط کا کیا حشر ہوا۔ اُن کے نام کے چند خطوط "انشائے داغ" مرتبہ مولانا احسن مارہروی اور زبان داغ مرتبہ حضرت رفیق مارہروی میں ملتے ہیں۔ آپ کی غزلیات کا ایک مجموعہ شائع ہوا اس کے علاوہ آپ دو قابل قدر کتابوں کے مصنف تھے جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) منظوم ترجمہ شریمد بھاگوت" یہ کتاب سنہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی ہے۔ آپ کا یہ منظوم ترجمہ منور لکھنوی، اثر لکھنوی، نظر سوہانوی اور نجم مظفر نگری کے ترجمہ کی طرح اُردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

(۲) بھاشا کی شہرۂ آفاق رزمیہ نظم "رامائن" کو آپ نے اُردو مثنوی کا جامہ پہنایا ہے۔ اس مثنوی میں بڑی سلاست اور روانی ہے۔ یہ اُردو کی بدنصیبی ہے کہ ہمارے ادیب اس منظوم رامائن کا مطالعہ بھی نہیں کرتے۔

مائلؔ کی طبیعت بڑی غیور اور خوددار تھی اس لیے گمنامی میں رہے لیکن ادبی حلقوں میں اب بھی آپ کا نام تعریف و تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ بھگوت گیتا اور رامائن منظوم کی وجہ سے آپ کا نام زندہ رہے گا۔ آپ کے کلام میں مرزا داغؔ کی طرح زبان کی صفائی اور بیان کی سلاست اور روزمرہ کا لطف پایا جاتا ہے کیونکہ مرزا نے شروع ہی سے محاورہ اور روزمرہ لکھنے کی تاکید و تلقین کی تھی۔

کلام ملاحظہ فرمایئے:-

آپ کا آنا مرے گھر آج کیونکر ہو گیا
کیا ستارہ غیر کا میرا مقدر ہو گیا

اب یہ ہے کس کے گلے کا ہار دستِ نازنیں
تم تو کہتے تھے عدو کے دم میں آسکتے نہیں

فراق یار میں کہتی ہے بے کسی مجھ سے
کہ دم ترا بھی غنیمت ہے دردمندوں میں

کل چاٹ لیا حضرت واعظ نے مرا مغز
میری تو ہے ان قبلۂ حاجات سے توبہ

ارے خاک کوئی بھروسہ تمہارا　　قیامت کا وعدہ ہے وعدہ تمہارا

ذرا دم لے لو ٹھیرو بات سن لو
کہاں جاتے ہو آئے ہو کہاں سے

مر کر بھی تو زاہد کو خدا مل نہیں سکتا
جنت جسے کہتے ہیں وہ حوروں کا مکاں ہے

مرے گناہ چھپے تھے مری رعونت میں
بڑی تلاش سے پکڑے گئے قیامت میں
جو محو ہو کے رہیں ہم تری حقیقت میں
تو ایک اور لطافت ملے لطافت میں

ہم تو کہتے ہی چلے ہیں خوگر مشق جفا
سختیاں سہ سہ کے دل ہو جائے پتھر اور بھی
ہائے یہ کہنا کسی کا مجھ سے وقت اضطراب
مرتے ہیں تیرے سوا دنیا میں مجھ پر اور بھی
آج وہ محشر میں مائلؔ بے نقاب آنے کو ہے
ہو نہ جائے دیکھئے محشر میں محشر اور بھی

انجمن کی کتابیں

یادگارِ فرحت	مرتبہ غلام یزدانی — قیمت مجلد ۴٫۰۰ - غیر مجلد	۳٫۰۰
سماجیات	حبیب الرحمٰن	۲٫۰۰
مجاز نمبر (علی گڑھ میگزین)		۳٫۵۰
چنگیز (ڈرامہ)	محمد فضل الرحمٰن	۲٫۰۰
گوتم بدھ (منظوم سوانح حیات)		۱٫۰۰
سقراط (ڈرامہ)	•	۱٫۲۵
زندگی کے کھیل (ڈرامے)	بیگم صالحہ عابد حسین	۲٫۵۰
ابتدائی سماجی لسانیات	ناظر شجاعت	۳٫۰۰
شخصیات اور واقعات جنھوں نے مجھے متاثر کیا		۵٫۰۰
سندس بے نظیر (مولوی صاحب)	مرتبہ اثر رام پوری	۲٫۵۰
اسبابِ بغاوتِ ہند	سید احمد خاں	۲٫۰۰
"اردو ادب" (آزاد نمبر)	مرتبہ آل احمد سرور	۵٫۰۰
۶۰ء کے بہترین افسانے	ایم حبیب خاں	۲٫۲۵
حالی کا سیاسی شعور	جذبی	۴٫۵۰
مقدمہ کلامِ آتش	خلیل الرحمٰن اعظمی	۲٫۷۵
افسونِ گزشتہ	جوش ملسیانی	۱۰٫۰۰
جنون و ہوش	•	۴٫۰۰
ہفت رنگ	عرش ملسیانی	۳٫۰۰
تلامذۂ غالب	مالک رام	۷٫۵۰
نویدِ گل	سعادت نظیر	۰٫۶۰
پھول اور کلیاں	•	۰٫۶۰
آب و تاب	•	۱٫۵۰
علی گڑھ میگزین	مجاز نمبر شعبۂ اردو	۳٫۵۰
•	۶۲ء •	۳٫۰۰
حیدرآباد کے ادیب	زینت ساجدہ غیر مجلد ۴٫۰۰ - مجلد	۵٫۰۰
حیدرآباد کے شاعر	خواجہ حمید الدین شاہد ۴٫۰۰ -	۵٫۰۰
فکر و ادب	وید وداسر	۳٫۵۰
ماسٹر رام چندر اور اردو نثر کے ارتقا میں ان کا حصہ	سیدہ جعفر	۳٫۵۰
رپورٹ کل ہند اردو کانفرنس		۲٫۰۰
انتخاب جدید نثر اردو	سید احتشام حسین رضوی	۲٫۵۰
قصیدہ عربیہ		۰٫۵۰
تابش سہیل	افتخار اعظمی	۵٫۰۰

موجِ کوثر	اقبال سہیل	۰٫۵۰
ارمغانِ حرم	مرتبہ افتخار اعظمی	۵٫۰۰
پس پردہ		۵٫۰۰
القاموس الجدید		۷٫۰۰
علم کی ضرورت	شاہ وصی اللہ	۰٫۵۰
ایک معمولی لڑکی	بلونت سنگھ	۴٫۰۰
حالی کا نظریۂ شعری	ناظر کاکوروی	۴٫۰۰
ہندوستانی موسیقی	مفتی فخر الاسلام	۳٫۰۰
عبدالرحیم خانخاناں	جے کرشن چودھری	۱٫۲۵
ادبی جھلکیاں	صالحہ عابد حسین	۳٫۵۰
اندازے	فراق گورکھپوری	۵٫۷۵
چاندنی اور انگارے	اسلام ردولوی	۲٫۰۰
امبر کی پری	جے کرشن چودھری	۲٫۰۰
دوش و فردا	مجنوں گورکھپوری	۵٫۵۰
چتر لیکھا	بھگوتی چرن ورما	۲٫۵۰
گل پارے	کاظم علی خاں	۴٫۰۰
فیضِ مشرق	ڈاکٹر محمد احمد	۳٫۵۰
ادب اور ادیب	ڈاکٹر اعجاز حسین	۴٫۰۰
گل نغمہ	فراق گورکھپوری	۶٫۵۰
جائزے	ناظر کاکوروی	۳٫۰۰
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	۲٫۵۰
نروان	فاروق جمنوں	۲٫۰۰
لوک گیت	مظہر علی فاروقی	۱٫۵۰
قصیدہ عطار	سراج الحق	۱٫۵۰
نوحے	صالحہ عابد حسین	۲٫۵۰
تنقید اور تنقیدی شعور	ناظر کاکوروی	۳٫۵۰
شاعرِ آتش نوا	اجمل اجملی	۳٫۵۰
یادِ ایام	ضیاء الحسن علوی	۱٫۵۰
اردو سے ہندوؤں کا تعلق	اجمل اجملی	۱٫۵۰
زندگی	چودھری افضل حق	۳٫۰۰
یوحنا	حکیم عربی	۳٫۰۰
تعارف مرثیہ	شجاعت علی سندیلوی	۲٫۰۰
تعلیم اور زندگی کی اہمیت	جے کرشن سوری	۲٫۰۰

ملنے کا پتہ: انجمن ترقی اردو ہند - علی گڑھ

پبلشر نذیر حسن، پرنٹر ضمیر الدین قریشی نے مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ میں چھپوا کر مرکزی انجمن سے شائع کیا۔